بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش

قومی کمیٹی برائے دینی مدارس کی رپورٹ

صدرِ پاکستان جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کی خدمت میں ان کی مقرر کردہ قومی کمیٹی برائے دینی مدارس نے اپنی رپورٹ ، ۱۷ دسمبر کی سہ پہر کو ایوانِ صدر میں پیش کی جسے کمیٹی نے ملک کے مختلف حصّوں میں منعقد کردہ اپنے اجلاسوں میں طویل غور و خوض کے بعد مرتب کیا تھا سوا دو سو صفحات کی اس رپورٹ میں دینی مدارس کے تاریخی پس منظر اور ان کی موجودہ کیفیت کے علاوہ مروّجہ نصابِ تعلیم کو عصری علوم و فنون سے ہم آہنگ کرنے اور پرائمری ، میٹرک ، بی اے ، ایم اے کے مطابق درجہ بندی کرنے کی سفارشات مرتب کی گئی ہیں ۔ نظامِ مدارس کے سلسلہ میں ایک قومی ادارہ برائے دینی مدارس کی ہیئت تشکیلی پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔ جو امتحانات اور سندات کا بھی نظم کرے ۔ آٹھویں باب میں مدارس کی بہتری و بہبود اور اساتذہ و طلبہ کی مراعات کے سلسلہ میں تجاویز اور سفارشات پیش کی گئیں ہیں ۔ ۲۷ ارکان کی یہ کمیٹی جدید تعلیم گاہوں کے دانشوروں کے علاوہ ملک کے تمام مکاتبِ فکر ، دیوبندی ، بریلوی ، اہلِ حدیث اور شیعہ حضرات کے نمائندوں پر مشتمل تھی ، اور رپورٹ مرتب کرتے وقت ہر ہر مرحلہ پر کھلے دل سے تمام ارکان نے متعلقہ مسائل پر تبادلہ خیال کیا ۔

راقم الحروف بھی اس کمیٹی کا نامزد رکن تھا اور مجموعی طور پر صدرِ پاکستان کے اس خیر خواہانہ جذبہ کی تحسین کرتے ہوئے آخر وقت تک اس موقف کا حامی رہا کہ یہ مدارس عربیہ جو موجودہ شکل میں اسلام کے آخری قلعے اور پناہ گاہ ہیں اپنے نصاب اور نظامِ تعلیم مالی ذرائع و وسائل کی حد تک کسی بھی حکومت کے عمل دخل سے مکمل آزاد رہیں اور اسی شیوۂ زہد و درویشی اور سرمایۂ توکّل و انابت سے خدمتِ دین میں مشغول رہیں ۔ بحمد اللہ کمیٹی کے بہت سے ارکان بالخصوص مسلکِ دیوبند کے نمائندہ حضرات اور ملک کے اکثر و بیشتر اہلِ علم و اربابِ مدارس بھی اسی قلندرانہ روش کے حامی رہے ۔ نصاب کے سلسلہ میں ہماری بھرپور سعی رہی کہ عصری علوم اور مضامین

شامل کرتے وقت اسلامی علوم اور درس نظامی کے مروجہ فنون اور کتب میں تخفیف نہ ہو تاکہ علمی استعداد و رسوخ اور درس نظامی کی عبقریت علمیت سے نہ بدل جائے ۔ اور بحمد اللہ نصاب کی حد تک ہماری سعی کامیابی سے ہمکنار ہوگئی ۔ یہ الگ بات ہے کہ موجودہ مجوزہ نصاب کے تقریباً ڈبل ہوجانے کی وجہ سے طلبہ اس کا تحمل کر سکیں گے یا نہیں اور بصورت دیگر علمی لحاظ سے اس سے کیا نتائج برآمد ہوں گے ۔ نظام تعلیم کو بورڈ کی شکل میں چلانے کے سلسلہ میں ناچیز اور کمیٹی کے دوسرے ارکان (جن کا تعلق دیوبندی مکتب فکر سے تھا ۔) نے اس امر کی بھی بھرپور سعی کی کہ مدارس عربیہ اپنے انتظام کی شکل میں حکومتی عمل دخل سے ہر لحاظ سے آزاد رہیں ۔ اسی بنا پر رپورٹ کے مجوزہ قومی بورڈ سے ہم لوگوں نے اختلاف کیا اور متبادل طور پر جس آزاد قومی بورڈ کی تجویز کمیٹی کے سامنے رکھی اسے کمیٹی کی اکثریت نے تو قبول نہ کیا مگر آخر کار چار و ناچار اس تجویز کو رپورٹ کے آخر میں اختلافی نوٹ کی بجائے وضاحتی نوٹ کے نام سے شامل کر لیا گیا ۔ اس نوٹ کا خلاصہ یہ تھا کہ :۔

" علوم عالیہ پڑھانے والے مدارس کے نمائندوں سے ایک مجلس شوریٰ تشکیل ہو جو اپنے میں سے قومی بورڈ تشکیل دے اور یہ ادارہ کسی بھی وزارت یا سرکاری محکمہ کے ماتحت نہ ہو صرف مجلس شوریٰ کے سامنے جوابدہ ہو ۔ اس ادارہ کے اخراجات بھی مدارس ہی پورے کریں ۔ یہ ادارہ مدارس کے مجوزہ نصاب ہائے تعلیم میں رد و بدل اور امتحانات میں حسب ضرورت جدید مضامین شامل کرنے کا مجاز ہوگا ۔ یہ ادارہ خود ایسے دو ماہرین علوم جدیدہ کا انتخاب کرے گا جو جدید علوم کے ماہر ہونے کے علاوہ مدارس دینیہ کے لئے موزوں ہوں یہی ادارہ امتحانات اور اجراء سندات کا بھی مجاز ہوگا اور یہی ادارہ سندات تسلیم کرانے اور فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کے حقوق و مراعات کے سلسلہ میں حکومت سے سلسلہ جنبانی کرتا رہے گا ۔"

اس متبادل اختلافی یا وضاحتی تجویز پر مولانا محمد ادریس میرٹھی کراچی ، مولانا محمد شریف کشمیری ملتان ، مولانا عبید اللہ صاحب لاہور اور ناچیز نے دستخط کئے اور اسے رپورٹ میں شامل کرایا گیا کہ اس پر عملدرآمد کی صورت میں صدر پاکستان اور حکومت کو مدارس کے فلاح و بہبود کے سلسلہ میں اپنے مخلصانہ جذبات خیر کی تکمیل کا موقعہ بھی مل سکے گا اور مدارس دینیہ کی آزادی و حریت اور دینی تعلیم کی شان بے نیازی پر بھی کوئی قدغن نہ آسکے گا ۔

---

۱۷ دسمبر کو پوری کمیٹی کی موجودگی میں صدر پاکستان کو رپورٹ پیش کرنے کا موقعہ آیا تو خوش آئند توقعات اور امیدوں کے ساتھ ساتھ اندیشوں اور فکر مندیوں نے بھی دلوں کو گھیر رکھا تھا کہ خدانخواستہ اخلاص و محبت پر مبنی حکومت کا یہ جذبۂ خیر آگے چل کر کہیں ان مدارس کے لئے دینی لحاظ سے شر کا باعث ثابت نہ ہو وہ مدارس جس کی تاسیس و تعمیر میں دو سو برس کے اہل اللہ اولیاء اللہ ، علماء حق اور صالحین امت کی سحر گاہی دعائیں ، نیم شبی

کی آہیں اور شب و روز کے سعی و عمل شامل ہیں۔

چنانچہ رپورٹ پیش کر دینے کے بعد بھی محترم صدرِ پاکستان کو ان خدشات اور اندیشوں سے زبانی نہیں بلکہ تحریری طور پر آگاہ کرنا ضروری سمجھ لیا گیا، ملاقات میں ہر مکتب فکر کے نمائندوں نے تحریری تاثرات بھی پڑھ کر سنائے احقر نے روا روی میں حسب ذیل تحریر لکھی جسے ہم سب کے اتفاق سے مولانا عبید اللہ صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور نے مجلس میں پڑھ کر سنایا جس کا اہم حصہ یہ ہے۔

"جناب صدر! اس رپورٹ کی مقبولیت اور نفاذ کے وقت اس امر کا خصوصی خیال رکھیں کہ دینی مدارس کی آزادی حریت اور تشخص کسی طور مجروح نہ ہو، سکول کالجوں کے قومیانے کا تجربہ اور اس کے نتائج سب کے سامنے ہیں علمائے دین کا منصب بھی اس کا متقاضی ہے کہ انہیں آزادی کے ساتھ دین کی خدمت کا موقع دیا جائے، دینی مدارس کے نظام کو چلانے اور امتحانات کے انعقاد کیلئے جو بورڈ تشکیل پائے اس میں اس کا پورا با اختیار ہونا از بس ضروری ہے جس کی ہیئت تشکیلی کے بارہ میں ہم نے رپورٹ کے آخر میں ایک وضاحتی نوٹ کی شکل میں رائے ظاہر کر دی ہے جو آپ کی خصوصی توجہ کی مستحق ہے۔ نیز اصلاحی اقدامات میں جہاں مدارس کی مرضی اور آزادی ملحوظ رکھی جائے وہاں یہ بھی خیال رہے کہ عامۃ المسلمین کا ان مدارس پر جو اعتماد اور ان کے ساتھ جو تعلق اور تعاون ہے وہ بھی برقرار رہے — جو مدارس عربیہ مالی امداد کے خواہشمند ہوں انہیں تو بیشک مدد دی جائے مگر جو مدارس ایسے کسی مدد کا تقاضا نہ کریں انہیں بخوشی امداد قبول نہ کرنے کی اجازت دی جائے۔

نیز اس مرحلہ پر جو مدارس اپنے نصاب و نظام تعلیم میں اس رپورٹ کے مجوزہ اصلاحات کو اپنانے پر آمادہ نہ ہوں تو انہیں اس پر مجبور نہ کیا جائے۔ مشرق و مغرب میں نصاب تعلیم و نظام تعلیم کے سلسلہ میں ایسے کلیات اور جامعات موجود ہیں جو اپنے نقطۂ نظر سے علمی کام کرنا چاہتے ہیں۔

الغرض ہر قدم اور ہر مرحلہ پر اس نازک ترین تجربہ میں احتیاط اور تدبر و حکمت ملحوظ رکھی جائے تو بہتر ہوگا۔"

ہمیں خوشی ہے کہ سب حضرات کے اپنے خیالات پیش کرنے کے بعد آخر میں جناب محترم صدرِ پاکستان نے اپنے اختتامی کلمات میں مذکورہ گذارشات کا خاص طور سے نوٹس لیا اور اس میں اٹھائے گئے نکات پر جوابی روشنی ڈالی جسے ریکارڈ پر لانے کے لئے ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ انہیں ملحوظ رکھا جائے۔ محترم صدرِ پاکستان نے فرمایا:

"جو تین چار نکات اٹھائے گئے ہیں، اس کے بارہ میں عرض ہے کہ دینی مدارس کا سٹیٹس آزادانہ رہے گا حکومت کا کسی قسم کا کنٹرول یا تسلط جمانے کا ارادہ نہیں ہے۔ ان مدارس میں جائزے کے مطابق ننانوے ہزار طلبہ دینی علم حاصل کرتے ہیں۔ دینی مدارس کی یہ کارکردگی نہایت قابل تحسین ہے۔ ان مدارس کے ذرائع آمدنی پر بھی حکومت کسی کنٹرول کسی حد یا ممانعت کا ارادہ نہیں رکھتی بلکہ ارادہ دینی مدارس کو سٹینڈرڈ پر لانے کا ہے جس کا پہلا مرحلہ نصاب کو معیار

کے مطابق بنانا ہے۔ ہم یہ جائزہ لینا چاہتے ہیں کہ اپنی طاقت کے مطابق حکومت دینی مدارس کی مدد کن اطراف میں کرسکتی ہے۔ مالی مدد یا احکام اور آرڈیننس کی شکل میں، حکومت کا تعلق اس مدد سے آپ کی ترقی کے علاوہ کوئی نہیں۔"

اس موقع پر احقر نے جدید عصری کالجوں اور تعلیم گاہوں کے بارہ میں ایسا ہی ایک جامع اور مفصل جائزہ بورڈ قائم کرنے کیطرف بھی توجہ دلائی جس پر اگلی فرصت میں روشنی ڈالی جائے گی۔ ہماری دعا ہے کہ ایسا کوئی قدم نہ اٹھے اور ایسی صورتحال پیدا نہ ہو جس سے مدارس عربیہ کی صلابت فکر، دینی تصلب، للہیت پر مبنی طریق کار، رسوخ علمی، تقویٰ و تدیّن ایثار و خلوص پر حرف آئے کہ یہی تو ہمارے متاع علم و دین کا آخری سہارا ہیں۔

جشن صد سالہ دارالعلوم دیوبند

ایک عرصہ سے عالم اسلام کے بہت بڑے تعلیمی، دینی اور اسلامی مرکز دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ کا غلغلہ تھا، اب الحمدللہ کہ اس عالمی تعلیمی اور ثقافتی اجتماع کے ایام قریب تر ہیں اور ان شاء اللہ ایشیا کے اس مشہور اور قدیم مرکز اسلامی دارالعلوم دیوبند کے اجلاس صد سالہ کی تقریبات کا انعقاد ۲۱ مارچ سے ۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء تک عمل میں آرہا ہے۔ اس تاریخی اجتماع کیلئے جو دعوت نامہ جاری کیا گیا ہے اس کے ان الفاظ سے اجتماع کی اہمیت پر روشنی پڑ سکتی ہے:

> "یہ اجلاس ایک ایسے وقت میں منعقد ہو رہا ہے جبکہ چودھویں صدی کا اختتام ہو رہا ہے اور پندرھویں صدی بیشمار تصفیہ طلب مسائل کو اپنے جلو میں لئے تاریخ کے دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ ہادیان قوم و رہنمایان ملت، محبان انسانیت اور مجتہدین امت کو اپنے علم و عمل کی قوتوں کو مجتمع بھی کرنا ہے اور منظم بھی تاکہ جدید تقاضوں اور حالات کے پیش نظر ایک ایسے لائحہ عمل کی ترتیب و تدوین کیلئے آغاز کار ہو جائے جو مستقبل کی نسلوں کو اسلاف کے علوم کا بھی امین بنائے رکھے۔
>
> دارالعلوم کا یہ اجلاس ان شاء اللہ احیائے علوم اسلامیہ اجتماع علمائے مسلمین اور اعلائے کلمۃ اللہ کا نقیب ہونے کے ساتھ ہی اس دانشگاہ کی موجودہ نئی ذمہ داریوں کا بھی تعین کرے گا اس موقع پر اسلامی دنیا کی بھرپور نمائندگی متوقع ہے۔ اندرون و بیرون ملک کی تعلیم گاہوں اور اہل علم علمی و دینی مراکز اور جنوب و شمال کے جملہ نمایاں مشرقی و مغربی طرز تعلیم کے اداروں یعنی مدارس اسلامیہ اور کالجوں کے نمائندہ حضرات کو بھی دعوت شرکت دی جا رہی ہے۔"